قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

منگل 4 فروری 2020ء | 9 جمادی الثانی 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 30

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۱﴾

(الکھف: 11)

ترجمہ: جب چند نوجوانوں نے ایک غار میں پناہ لی تو انہوں نے کہا اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملے میں ہمیں ہدایت عطا کر۔

فرمانِ رسول ﷺ

خدا کی نظر دلوں پر ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا۔ بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔

(صحیح مسلم)

فرمان خلیفۂ وقت

خلافت کا نظام جاری رہے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"خلافت قائم رکھنے کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں۔ جب ایسے معیار مومن قائم کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری رکھے گا۔ نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اور ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی۔ اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آ رہے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دنیا کے لہو و لعب ان کو متاثر کرکے شرک میں مبتلا نہ کررہے ہوں۔ اگر انہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے غافل ہو گئے، دنیاداری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے زیادہ محبوب ہو گئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کونہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام و استحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔"

(الفضل 5 جولائی 2005ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

منجانب اللہ ہونے کی خاص علامت

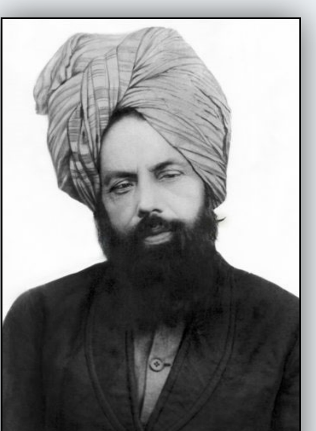

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ ایسے وقت میں دنیا سے اپنے مولیٰ کی طرف بلائے گئے جبکہ وہ اپنے کام کو پورے طور پر انجام دے چکے اور یہ امر قرآن شریف سے بخوبی ثابت ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (المآئدۃ: 4) یعنی آج میں نے قرآن کے اتارنے اور تکمیل نفوس سے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کر لیا۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید جس قدر نازل ہونا تھا نازل ہو چکا اور مستعد دلوں میں نہایت عجیب اور حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کرچکا اور تربیت کو کمال تک پہنچا دیا اور اپنی نعمت کو ان پر پورا کر دیا اور یہی دو رکن ضروری ہیں جو ایک نبی کے آنے کی علّت غائی ہوتے ہیں۔ اب دیکھو یہ آیت کس زور شور سے بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز اس دنیا سے کوچ نہ کیا جب تک کہ دین اسلام کو تنزیل قرآن اور تکمیل نفوس سے کامل نہ کیا گیا۔ اور یہی ایک خاص علامت منجانب اللہ ہونے کی ہے جو کاذب کو ہرگز نہیں دی جاتی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی صادق نبی نے بھی اس اعلیٰ شان کے کمال کا نمونہ نہیں دکھلایا کہ ایک طرف کتاب اللہ بھی آرام اور امن کے ساتھ پوری ہو جائے۔ اور دوسری طرف تکمیل نفوس بھی ہو اور بایں ہمہ کفر کو ہریک پہلو سے شکست اور اسلام کو ہریک پہلو سے فتح ہو۔

اور پھر دوسری جگہ فرمایا کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (النصر: 2 تا 4) یعنی جبکہ آنے والی مدد اور فتح آگئی جس کا وعدہ دیا گیا تھا اور تو نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ پس خدا کی حمد اور تسبیح کر یعنی یہ کہہ کہ یہ جو ہوا وہ مجھ سے نہیں بلکہ اس کے فضل اور کرم اور تائید سے ہے اور الوداعی استغفار کر کیونکہ وہ رحمت کے ساتھ بہت ہی رجوع کرنے والا ہے۔ استغفار کی تعلیم جو نبیوں کو دی جاتی ہے اس کو عام لوگوں کے گناہ میں داخل کرنا عین حماقت ہے۔ بلکہ دوسرے لفظوں میں یہ لفظ اپنی نیستی اور تذلّل اور کمزوری کا اقرار اور مدد طلب کرنے کا متواضعانہ طریق ہے۔"

(نورالقرآن نمبر 1، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 342 تا 355)

اس شمارہ میں

- دربار خلافت
- حسین سا رخ انور — نظم
- اجرام فلکی کی گواہی
- ذکر خیر انیسہ رشید صاحبہ
- ڈاکٹر عبد السلام، بھٹو اور چین
- سفر گلگت بلتستان

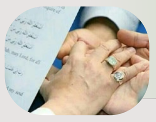

دربارِ خلافت

نماز میں سُرور کے لئے باقاعدگی اختیار کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ کس طرح یہ سُرور حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ نے مثال دی فرمایا کہ ’’میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سُرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیتا جاتا ہے۔‘‘ (نشہ حاصل کرنے کے لئے شراب پیتا چلا جاتا ہے) ’’یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’دانشمند اور زیرک انسان اِس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔‘‘ (یعنی اس مثال سے اگر کوئی عقلمند انسان ہے تو وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے) ’’اور وہ یہ‘‘ (کس طرح فائدہ اٹھانا ہے اپنی روحانیت کو تیز کرنے کے لئے نمازوں کی طرف توجہ دینے کے لئے) ’’کہ نماز پر دوام کرے۔‘‘ (نماز میں باقاعدگی اختیار کرے اور کبھی نہ چھوڑے۔) فرمایا ’’اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سُرور آ جائے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اُس کا مقصود بالذات ہوتا ہے۔‘‘ شرابی جب شراب پیتا ہے تو اس نے ذہن میں اپنا کوئی ایک معیار مقرر کیا ہوتا ہے کہ میں نے یہ لذت حاصل کرنی ہے۔ فرمایا کہ جو معیار وہ اپنے نشے کے لئے حاصل کرتا ہے تو ایک روحانی شخص کو، ایک مومن کو بھی اپنا کوئی مقصود بنانا چاہئے جس کو اس نے نماز کے لئے حاصل کرنا ہے اور اسی طرح بار بار مستقل مزاجی سے کوشش ہو گی تو تبھی سرور حاصل ہو سکتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سُرور کو حاصل کرنا ہو۔‘‘ ایک نمازی جب نماز پڑھے تو ذہن میں یہ بات رکھے اور اپنی جو بھی توجہ ہے اور جتنی طاقتیں ہیں ان کو نماز پڑھتے ہوئے استعمال کرے کہ میں نے یہ سرور حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے قوت ارادی کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اگر قوت ارادی ہوگی تو پھر ہی مستقل مزاجی بھی رہ سکے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق اور کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کر وہ لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں … کہ یقیناًیقیناًوہ لذت حاصل ہو جائے گی‘‘۔ پھر ایک درد اور فکر ہو گی۔ ایک کرب ہو گا۔ ایک بے چینی ہو گی کہ کاش مجھے نماز میں سرور حاصل ہو۔ نماز پڑھتے ہوئے اس بے چینی کا بار بار اللہ تعالیٰ کے آگے اظہار ہو تو آپؑ فرماتے ہیں کہ یقیناً پھر وہ سرور حاصل ہو جائے گا، لذت حاصل ہو جائے گی۔

پس مستقل مزاجی کے ساتھ نماز میں اس کا مزہ لینے کی کوشش آخر ایک وقت میں دل کو پگھلا کر وہ مزہ دے دیتی ہے۔ آپؑ نے اس بات کی بھی تاکید فرمائی اور وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں، لوگ سوال بھی کرتے ہیں کہ باوجود نماز پڑھنے کے لوگ بدیاں کرتے ہیں، برائیاں کرتے ہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ روح اور سچائی کے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے بلکہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 20جنوری 2017ء)

حسین سا رُخِ انور

ایک چاند یا چمکتا ستارہ کہیں جسے
روشن سا دلنشین نظارہ کہیں جسے
اِک لا زوال حسن کا پیکر تھا سامنے
دلکش حسین سا رُخِ انور تھا سامنے

ایسا ہی ایک حسین سا منظر نظر میں تھا

اُجلا بدن وہ ریشم و کمخواب کی طرح
صورت جہان قدس کے مہتاب کی طرح
لگتا تھا کوئی خواب سہانا تھا سامنے
ایک حسن کا حسین زمانہ تھا سامنے

ایسا ہی اک حسین سا منظر نظر میں تھا

دیکھا جو اس کا حسن تو شرما گئے گلاب
نظریں ملیں جو اس سے تو گھبرا گئے گلاب
حاضر تھی دست بستہ صبا اس کے سامنے
آئی تھی ہو کے زیرِ ہوا اس کے سامنے

ایسا ہی ایک حسین سا منظر نظر میں تھا

کلیاں بھی سوچتی تھیں اُسے ہو کے با وضو
پریاں بھی دیکھتی تھیں اسے ہو کے با وضو
پُر نور سا شباب تھا اک سب کے سامنے
کیا حسن لاجواب تھا اک سب کے سامنے

ایسا ہی ایک حسین سا منظر نظر میں تھا

عبدالصمد قریشی

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے لئے اجرام فلکی کی گواہی

سورۃ التکویر کی روشنی میں ستاروں اور سیاروں کی چار قسم کی شہادتیں

عبد السمیع خان۔غانا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے ظاہر ہونے والے نشانات کا ایک سلسلہ اجرام فلکی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ نظارے معلوم تاریخ کے مطابق پہلے بھی متعدد انبیاء کے زمانے میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ قرآن کریم کی سورۃ التکویر میں جہاں جدید سائنسی علوم کے ظہور اور ایجادات کی پیشگوئیاں ہیں وہیں ان فلکیاتی نشانات کے ظہور کا بھی ذکر ہے ان میں سے دو آیات خاص طور پر اس مضمون سے تعلق رکھتی ہیں فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ۔الۡجَوَارِ الۡکُنَّسِ۔ (التکویر:16و17)

لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس سے پہلی آیات کی پیشگوئیوں پر بھی ایک نظر ڈالیں تاکہ قرآن کریم کا عظیم اعجاز اور اس زمانہ کے متعلق باعظمت بیانات کی ترتیب سامنے رہے اور لطف دوبالا ہو جائے۔ اس سورت کا آغاز بسم اللہ کے بعد وَاِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ سے ہوتا ہے جس کا لفظی معنی ہے جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔

آیت3میں ہے وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ اور جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔ روحانی اصطلاح میں سورج اور ستاروں سے تمثیلی طور پر اسلام اور بزرگان امت محمدیہؐ مراد ہیں یعنی جب اسلام زوال پذیر ہو جائے گا۔ گو اہل اسلام کا روحانی اور اخلاقی زوال ایک عرصے سے جاری تھا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے نزدیک 1492ء کا سال انسانی تاریخ میں اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جب اسلام کا مادی زوال بھی اپنی انتہا کو پہنچ گیا یہ وہ سال تھا جس میں سپین کے مسلمانوں کے سیاسی غلبہ کا سورج غروب ہوگیا اور ایسی تاریکی چھوڑ گیا جس نے اسلام کی روشنی کو اگلی دو صدیوں میں بالکل ختم کر کے اسے اندھیروں میں دھکیل دیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

1492ء کے سال نے بیک وقت دو دروازے کھولے ایک دروازہ سے دنیا میں عیسائیت کا مستقبل بڑی شان و شوکت سے داخل ہوا اور دوسرے دروازہ سے اسلام کا تابناک ماضی سرنگوں ہو کر رخصت ہوا۔ (الہام،عقل، علم، سچائی صفحہ 518)

حضورؒ نے اپنی اس کتاب میں غیر مسلم مورخین کے کئی ایسے حوالے پیش فرمائے ہیں۔ جو اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ (صفحہ515تا518)

سورۃ التکویر کی اگلی آیات کی اکثر تعبیر بھی حضور رحمہ اللہ کی کتاب سے لی گئی ہے۔ آیت4 وَاِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ یعنی جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔ آیات بالا کے تسلسل میں اس کا مطلب یہ ہے کہ عظیم مادی طاقتیں ابھریں گی جو اپنی سلطنت کو ایک سے دوسرے علاقہ اور ایک برّاعظم سے دوسرے برّاعظم تک وسیع کریں گی۔

آیت5 وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ یعنی10ماہ کی گابھن اونٹنیوں کو چھوڑدیا جائے گا۔ یعنی بہتر اور طاقتور ذرائع نقل وحمل بھی ایجاد ہو جائیں گے اور پہاڑوں کی نقل و حرکت یعنی عظیم سیاسی قوتو ں کے پھیلاؤ اور بھاری بھرکم سامانوں کی ترسیل کے لئے ایسے ذرائع لازمی ہیں ورنہ ان کی ہوس اقتدار پوری نہیں ہو سکتی تھی آیت 6 وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ یعنی وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔ اگر اس سے وحشی جانور مراد لئے جائیں تو جدید ذرائع نقل وحمل کے ساتھ اس کا واضح تعلق ہے۔ کیونکہ ان کے بغیر عظیم الجثہ جانوروں کو ایک جگہ اکٹھا کرنا ممکن نہیں

آیت7 وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ میں سمندروں کے پھاڑے جانے کا ذکر ہے۔ لغت میں سُجِّرَتۡ کا لفظ تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

1۔سمندر بھر دیئے جائیں گے یعنی کثرت سے سمندروں میں جہازوں کی آمد و رفت ہوگی ۔

2۔سمندر ایک دوسرے سے ملائے جائیں گے نہرسویز 1859تا 1969 ءاور نہر پانامہ 1903 تا 1914 ء کی تعمیر سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

3۔ سمندروں میں آگ بھڑک اٹھے گی۔ اس میں بحری لڑائیوں میں شدید آتشیں اسلحہ کے استعمال کی پیشگوئی ہے۔

آیت 8 وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ۔ اس کے بھی بیک وقت تین معنی ہیں جب لوگ باہمی تعلقات کے ذریعہ اکٹھے کر دیئے جائیں گے، جب ساری دنیا کے لوگ ملا دیئے جائیں گے یعنی بین الاقوامی معاہدات اور اقوام متحدہ اور دیگر تنظیموں کے ذریعہ اکٹھے کئے جائیں گے، جب لوگوں کے ملاپ کو تیز رفتار ذرائع نقل وحمل کے باعث آسان کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ دنیا گلوبل ولیج بن چکی ہے۔

آیت9 اور 10 میں لکھا ہے کہ وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَۃُ سُئِلَتۡ۔ جب زندہ درگور کی جانے والی پوچھی جائے گی کہ آخر کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی ہے ۔اس میں قانون کی حکمرانی اور جمہوری نظام کی خبر ہے اور یہ بھی کہ مرد حقوق نسواں کو تخفیف کی نظر سے نہیں دیکھ سکیں گے اور عورتوں کو بے مثال آزادی حاصل ہوگی۔

آیت 11 میں ہے وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ یعنی جب صحیفے نشر کئے جائیں گے۔ یہ پیشگوئی چھاپہ خانوں اور پریس کی ایجاد پر دلالت کرتی ہے۔ ورنہ قلمی نسخوں کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ممکن نہ ہوتی۔

آیت 12 میں ہے وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتۡ یعنی جب آسمان کی کھال ادھیڑ دی جائے گی۔ گویا مادہ پرست دنیا خلاکے راز کو معلوم کرنے کے لئے آسمان کی بلندیوں اور دوسرے سیاروں تک جا پہنچے گی۔

آیت 13 وَاِذَا الۡجَحِیۡمُ سُعِّرَتۡ اس میں جہنم کے بھڑکائے جانے کا ذکر ہے یعنی ایسی عظیم جنگیں ہوں گی گویا جہنم کے دروازے کھول دیئے گئے ہو ں۔

آیت 14 میں جنت کے قریب کئے جانے کا ذکر ہے یعنی قرب الٰہی کے نئے میدان کھلیں گے اس سے مراد وہ سامان آسائش بھی ہو سکتے ہیں جو مغربی اقوام نے ایجاد کئے ہیں۔ جیسا کہ دجال کے ذکر میں احادیث میں آتا ہے کہ اس کے ساتھ جنت بھی ہوگی اور جہنم بھی ہوگی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

’’فی زمانہ اسباب تَنَعُّم اور مصائب و شدائد دونوں بڑھ گئے ہیں۔‘‘ (حقائق الفرقان جلد 4ص 335)

آیت 15 میں فرمایا کہ ہر جان معلوم کرلے گی جو وہ لائی ہوگی اس میں اعداد و شمار کے نظام اور ہر چیز کی ڈاکومنٹیشن یعنیdocumentation دستاویزی ریکارڈ تیار کئے جانے کا ذکر ہے جو ہر انسان کے شاختی کارڈ اور لحہ لحہ کے ریکارڈ سے پورا ہو رہا ہے۔

دکھائیں آسماں نے ساری آیات

یہاں تک تو وہ ساری تبدیلیاں ہیں جو انسانی ہاتھوں سے رونما ہونی تھیں۔ اس کے بعد کی 2 آیات میں ان تبدیلیوں اور نشانات کا ذکر ہے جو آسمان پر محض خدا کے دست قدرت سے ظہورپذیر ہونی تھیں اور ان کے بعداسلام کی رات کے ڈھلنے اور نئی صبح یعنی نشاۃ ثانیہ کے آغاز اور اس کے مقاصد کا ذکر ہے جو آخر سورت تک چلتا ہے۔یہ مضمون بِالۡخُنَّسِ اور الۡجَوَارِ الۡکُنَّسِ کی قسم کھانے سے شروع ہوتا ہے۔ ان کے بہت سے معنی ہوسکتے ہیں مگر مندرجہ بالا تسلسل میں ان سے مراد اجرام فلکی اور بعض ستارے اور سیارے ہیں جن کا آخری زمانہ میں خصوصی ظہور مقدر تھا اور جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے زور سے دعویٰ فرمایا ہے۔مفردات راغب میں ہے کہ اَلۡخُنَّسِ سے مراد وہ ستارے ہیں جو دن کو نظر نہیں آتے مثلاًزحل، مشتری اور مریخ۔القاموس الوحید میں ہے کہ اَلۡکُنَّسِ کانس کی جمع ہے اور اس کے بنیادی معنی پیچھے رہ جانے اور چھپ جانے کے ہیں اور خنس سے مراد متحرک اور روشن ستارے ہیں مثلاً مشتری، زہرہ، عطارد۔

الکنس کانس کی جمع ہے اور اس کے بنیادی معنی چھپنے اور ستاروں کے اپنے مقامات پر ٹھہر کر واپس آنے کے ہیں اَلۡجَوَارِ الۡکُنَّسِ کے معنی ہیں تمام ستارے یا چلنے والے ستارے یا چھپ جانے والے ستارے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

’’سورج کی روشنی سے ستاروں کا ماند پڑ جانا بھی خُنَّس ہے اور کُنَّس کے معنی ڈوب جانے اور غروب ہو جانے کے ہیں۔‘‘ (حقائق الفرقان جلد 4 ص 335)

مفسرین نے ان کے معانی عام طور پر ستاروں کے کئے ہیں۔تمام ستارے اور خاص طور پر 5 بڑے ستا رے زحل، مشتری، مریخ، عطارد اور زہرہ۔حضرت علیؓ سے بھی یہی معنی مروی ہیں۔الجوار کے معنے چلنے والے کے ہیں یہ ترجمہ بھی ہے کہ طلوع کے وقت انہیں خُنَّس۔ فلک پر موجودگی کے وقت جوار اور غیبوبت کے وقت کُنَّس کہا جاتا ہے۔ پس بِالۡخُنَّسِ اور الۡجَوَارِ الۡکُنَّسِ کو اگر وسیع معنوں میں لیا جائے تو اس سے مراد ستاروں اور سیاروں میں ظاہر ہونے والے نشانات ہیں۔ جن کی قسم کھائی گئی ہے۔

انجیلی پیشگوئیاں

انجیل میں حضرت مسیح ؑ نے اپنی آمد ثانی کے فلکیاتی نشانات کا واضح لفظوں میں ذکر فرمایا ہے۔ مسیح کی دوبارہ آمد کے متعلق لکھا ہے کہ آسمان پر بڑی دہشتناک باتیں اور نشانیاں ظاہر ہوں گی ...سورج اور چاند اور ستاروں میں نشانات ظاہر ہوں گے...آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔

(لوقا باب 21 آیات 25،11 اور 26)

جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک جاتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آناہو گا ....اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی ۔

(متی باب 24 آیات 27۔29)

انجیل مرقس میں ہے کہ آسمان کے ستارے گریں گے۔
(باب 13 آیت 25)

عہد نامہ قدیم میں یوئیل نبی کی پیشگوئی ہے میں آسمان میں اور زمین پر عجائبات دکھاؤں گا یعنی خون اور آگ اور دھوئیں کا غبار۔ (یوئیل باب2 آیت 30)

چار قسم کے نشانات

پس سابقہ پیشگوئیوں کے مطابق قرآن میں بِالْخُنَّسِ اور الْجَوَارِالْکُنَّسِ کی قسم کھا کر اعلان کیا گیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں اجرام فلکی میں بھی نشان ظاہر ہوں گے اس نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نشان ایک نئے زاویئے سے ابھرتا ہے جو کئی شقوں میں منقسم ہے۔

1۔حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش کے وقت مشتری اور زحل ستاروں کی تاثیرات۔

2۔حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں سورج اور چاند کا غیرمعمولی اجتماع یعنی سورج اور چاند گرہن۔

3۔حضرت اقدسؑ کی پیدائش کے سال۔دعویٰ کے سال اور مختلف اہم سالوں میں بعض ستاروں کا نایاب طور پر طلوع ہونا جو سائنس کی دنیا میں معمول نہیں ہے۔

4۔حضورؑ کی زندگی میں ستاروں کا گرنا اور ٹوٹنا۔

آئیے ان چاروں پہلوؤں سے اس عظیم الشان مضمون کو سمجھیں۔

مسیح موعود کی پیدائش اور ستاروں کی تاثیرات

یہ ایک نہایت لطیف مضمون ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے تحفہ گولڑویہ میں بیان فرمایا ہے اور سورۃ حٰم سجدہ کی آیت 13 وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَحِفۡظًا میں حِفۡظًا کے لفظ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

''نظام دنیا کی محافظت میں ان ستاروں کو دخل ہے اسی قسم کا دخل جیسا کہ صحت میں غذا اور دوا کو ہوتا ہے........ یہ چیزیں بجز اذن الٰہی کچھ نہیں کرسکتیں۔ ان کی تاثیرات خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس واقعی اور صحیح امر یہی ہے کہ ستاروں میں تاثیرات ہیں جن کا زمین پر اثر ہوتا ہے۔''

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 286)

حضورؑ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ علی سلسلہ کو ضائع کرنا نہیں چاہتا اس لیے اس نے آدم کی پیدائش کے وقت ان ستاروں کی تاثیرات سے بھی کام لیا ہے فرمایا۔ جیسا کہ پہلا آدم جمالی اور جلالی رنگ میں مشتری اور زحل کی دونوں تاثیریں لے کر پیدا ہوا۔ اسی طرح وہ آدم جو ہزار ششم کے آخر میں پیدا ہوا وہ بھی یہ دونوں تاثیریں اپنے اندر رکھتا ہے۔

پھر آپ نے خنس اور کنس کا باقاعدہ ذکر کرکے مشتری اور زحل کی تاثیروں کا ذکر کیا ہے فرمایا۔

''یہ ایک باریک بھید یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث دوم میں تجلی اعظم جو اکمل اور اتم ہے وہ صرف اسم احمد کی تجلی ہے کیونکہ بعث دوم آخر ہزار ششم میں ہے اور ہزار ششم کا تعلق ستارہ مشتری کے ساتھ ہے جو کوکب ششم منجملہ خنس کنس ہے اور اس ستارہ کی یہ تاثیر ہے کہ ماموریں کو خونریزی سے منع کرتا اور عقل اور دانش اور مواد استدلال کو بڑھاتا ہے۔''

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 263)

پھر فرماتے ہیں۔

''اس وقت جلالی تجلی کی تاثیر سیفی نہیں استدلالی ہے وجہ یہ کہ اس وقت مبعوث پر پرتو ستارہ مشتری ہے نہ پرتو مریخ۔ اسی وجہ سے بار بار اس کتاب میں کہا گیا ہے کہ ہزار ششم فقط اسم احمد کا مظہر اتم ہے جو جمالی تجلی کو چاہتا ہے۔''

(تحفہ گولڑویہ جلد 17 صفحہ 253)

کسوف و خسوف کا نشان

دوسرا پہلو حضورؑ کی زندگی میں سورج اور چاند گرہن کا غیر معمولی واقعہ ہے جو 1894ء میں مقررہ شرائط پر ماہ رمضان میں ظاہر ہوا جس کے لئے آیت قرآنی جُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ(القیامۃ:10) نص صریح ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورہ التکویر کی پہلی آیت وَاِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ سے یہ واقعہ بھی مراد لیا ہے۔فرماتے ہیں۔

سخت قسم کا خسوف شمس واقع ہونا جس سے تاریکی پھیل جائے جیسا کہ آیت وَاِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ سے ظاہر ہے ۔

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 248)

اس کسوف کی تفصیل دار قطنی کی حدیث میں ہے اور اس کی خبر اس سے پہلے صحف سابقہ اور بزرگان سلف میں بھی ملتی ہے۔ اسلامی کتب کے علاوہ عہد نامہ قدیم میں یوئیل، عاموس، یسعیاہ،یرمیاہ اورحزقیل انبیاء کی پیشگوئیاں ہیں۔ عہد نامہ جدید میں متی، مرقس، رسولوں کے اعمال اور مکاشفہ یوحنا میں یہ پیش گوئی موجود ہے۔ اس کے علاوہ ہندو اور سکھ مت کی کتب میں بھی یہ پیشگوئیاں موجود ہیں۔(نشان کسوف و خسوف کی مزید تفصیل کے لئے دیکھیں روزنامہ الفضل آن لائن مورخہ 25جنوری2020ء کا شمارہ)

عبدالناصر مومن۔تنزانیہ

تنزانیہ کے جنوبی ریجنز میں دو نئی مساجد کا افتتاح

مسجد مبارک نیانگاؤ

"Masjid Mubarak Nyangao"

نیانگاؤ لینڈی (Lindi)ریجن تنزانیہ کی ایک جماعت ہے جس کا قیام اس وقت عمل میں آیا جب تنزانیہ جماعت کے تین افراد اپنے اپنے علاقوں سے مخالفت کے باعث یہاں ہجرت کرکے آئے۔1955ء میں مکرم سلیمان ڈاڈی اپنے آبائی گاؤں لیبوبے Libobe سے ہجرت کر کے آئے،ان کے بعد منٹاڈی (لنڈی) کے علاقے سے مکرم عمر مساپانگا (Omari Msapanga) مخالفین کی طرف سے شہر بدر کئے جانے پر یہاں آگئے۔اور اسی طرح مکرم لیچیلا صاحب Mzee Lichila جو پوانی Pwani ریجن میں رہتے تھے مخالفت کے بعد یہاں ہجرت کر کے آئے۔

شروع شروع میں جماعت کے افراد نے کچی مسجد بنائی اور اس میں نماز پڑھتے رہے۔جبکہ امسال یہاں کے خدام اور انصار نے پوری کوشش کر کے پختہ مسجد کی تعمیر مکمل کی۔یہاں کی تجنید 29 افراد پر مشتمل ہے۔اس مسجد کی تعمیر کا زیادہ تر خرچ مقامی افراد جماعت نے اپنے طور پر قربانی کر کے کیا، جبکہ مرکز کی طرف سے بھی اس میں مدد ملی ۔مکرم محمود ماتیپا (سیکرٹری مال جماعت) نے گراں قدر قربانی کی توفیق پائی۔

مکرم و محترم طاہر محمود چوہدری امیر و مشنری انچارج تنزانیہ نے 22 دسمبر 2019ء کومسجد مبارک نیانگاؤ کا افتتاح کیا۔ بعد ازاں حاضرین سے مخاطب ہوتے ہوئے آپ نے کہا؛''کہ مسجد کا اصل حُسن اور اس کا مقصد نمازیوں سے ہے۔اس جماعت نے بہت بڑی قربانی کر کے یہ مسجد اپنی کوشش سے بنائی ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی جزا دے۔اور ان کی قربانیاں قبول کرے۔''

''مسجد تقویٰ''ڈینیمبو (Dinembo)

مکرم طاہر محمود چوہدری امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ نے مورخہ 23 دسمبر 2019ء کو ڈینیمبو جماعت میں نو تعمیر شدہ ''مسجد تقویٰ''کا دعا کے ساتھ افتتاح کیا۔

ڈینیمبو گاؤں لینڈی ریجن میں واقع ہے، اس جماعت کا قیام 1978ء میں اس وقت ہوا جب محمد سلوم نامی ایک سعید روح دارالسلام مدرسے میں پڑھنے کی غرض سے گئے۔جہاں ان کی ملاقات سلیمان جیلانی اور چند احمدی خدام سے ہوئی۔ان کی تبلیغ سے آپ احمدیت قبول کر کے واپس اپنے علاقہ ڈینیمبو تشریف لائے اورآپ کی تبلیغ سے گاؤں میں 5 لوگوں نے بیعت کی ۔اور اب اللہ کے فضل سے یہاں ایک سو کے قریب احمدی ہیں۔

شروع سےہی کچی مسجد تھی ، کچھ سال قبل پختہ مسجد کی بنیاد مکرم عابد محمود نے رکھی (جو اس وقت اس علاقہ کے ریجنل مبلغ تھے) ۔ احباب جماعت نے انتہائی جذبہ اور دینی محبت سے مسجد کو مکمل کیا۔اس مسجد پر تقریبا 7 ملین شیلنگ کی لاگت آئی جس میں سے ایک حصہ مرکز کی طرف سے جبکہ 5 ملین شلنگز مقامی احباب نے خود جمع کئے۔

امیر صاحب تنزانیہ نے افتتاح کی تقریب سے خطاب میں کہا کہ مسجد اللہ کاگھر ہے اور اس کے دروازے ہر عبادت کرنے والے کے لئے کھلے ہیں اور کھلے رہیں گے،آپ کا کسی بھی فرقے سے تعلق ہو آپ مسجد میں آسکتے ہیں۔تفرقوں نے مسلمانوں میں نفرتیں اور عداوتیں پھیلا رکھی ہیں اور مسلمان مسلمانوں کے دشمن بنے بیٹھے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کسی سے نفرت نہیں کرتی نہ ہی حضور اکرم ﷺ نے ہمیں ایسی کوئی تعلیم دی۔اس تقریب میں ڈینیمبو کے تمام سرکاری اور مذہبی عہدیداران نے شرکت کی۔

شاملین کے تاثرات

محمد نانکونڈا Mohammad Nankonda
(Chairman of Dinembo)

''امیر صاحب جماعت احمدیہ نے بہت معنی خیز خطبہ دیا۔حقیقت میں ہم سب مسلمانوں کو ان باتوں پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔میں اپنے دائرے کے اندر اس بات پر عمل کرواؤں گا۔''

ڈنیمبو کی جامع مسجد کے امام ہاشم ثمری

''جماعت احمدیہ کے تمام کام مثالی ہوتے ہیں۔ میں جماعت احمدیہ سے بہت عرصہ سے واقف ہوں۔یہ جماعت کسی فرقے سے بغض نہیں رکھتی۔ مکرم امیر صاحب نے جو نصائح کیں یہی اصل اسلام ہے۔میں آپ سب مہمانوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ مجھے اس بابرکت تقریب میں دعوت دی گئی۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو خلافت کا سچا خادم بنائے اور ہم مساجد کا حق ادا کرنے والے بنیں۔آمین

****

راحیلہ راشد۔جرمنی

میری پیاری امی جان مکرمہ انیسہ رشید

میری پیاری امی جان مکرمہ انیسہ رشید یکم ، 2 جون 2018ء کی درمیانی رات کو اپنے خالق حقیقی سے جاملیں ۔**اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن** گزشتہ پانچ سال سے خاکسار اپنی والدہ کے پاس تھی اور ان کی خدمت کی توفیق ملی ۔والدہ صاحبہ آخر دم تک تہجد گزار ، صوم و صلوٰة کی پابند رہیں ۔اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے دُعا پر کامل یقین تھا۔مجسّم دُعا کا پیکر جماعت کے لئے ، خلیفہ ٔوقت کے لئے ،خاندانِ مسیح موعودؑ کے لئے ، اسیران اور شہداء کی فیملیز کے لئے اور اپنی اولاد کے لئے دُعا میں لگی رہتی تھیں ۔ ساری عمر خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کرتی رہیں۔ نہایت صبر کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزار خاتون تھیں ۔مہمان نوازی آپ کا خاص وصف تھا ۔آپ ہمیشہ عشق الٰہی ،عشق قرآن، عشق رسول ﷺ ،عشق مسیح موعودؑ اور خلافت احمدیہ کے عشق کا ہی ذکر کرتیں اور یہی عشق نہ صرف ایک عہدیدار کی حیثیت سے اپنے حلقہ کی ممبرات میں پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہیں بلکہ اپنی اولاد میں بھی پیدا کرتی رہیں۔خدمتِ دین کا کوئی بھی شعبہ ہو ہر کام کو نہایت ذمہ داری سے انتھک محنت کرکے سر انجام دینے کی کوشش کرتیں اور اپنی اولاد کے لئے بھی ہمیشہ خادمِ دین ہونے کی دُعا کرتیں تھیں ۔

الحمد للہ آج ہم 2بہنیں اور 4بھائی کسی نہ کسی رنگ میں خدماتِ دینیہ بجالانے کی توفیق پارہے ہیں ۔اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم ،خلافتِ احمدیہ کی برکت اور امی جان کی دُعاؤں سے آج الحمد للہ میرے سب سے چھوٹے بھائی راجہ برہان احمد مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ لندن کے طور پر ہم سب بہن بھائیوں میں نمایاں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔امی جان اکثر یہ مصرعہ پڑھا کرتی تھیں

"ایں سعادت بزورِ بازو نیست۔"

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہم اپنی امی جان کی نیکیوں کو ہمیشہ جاری رکھنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت و مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے ۔ آمین ۔

امی جان حضرت مولانا برہان الدین جہلمیؓ کی پڑنواسی ،حضرت مولانا عبد المغنی صاحبؓ کی نواسی تھیں ۔آپ کے دادا حضرت عبد الحکیمؓ بھی صحابی تھے اور قادیان سے ہجرت کے بعد ان کی وفات بھی اپنے بیٹے کے پاس جہلم میں ہوئی تھی۔ امی جان کو اپنے صحابی نانا جان کی دو سال خدمت کا موقع ملا جس کا آپ اکثر ذکر کیا کرتی تھیں ۔ امی جان کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی نہایت عاجزی و انکساری سے عبادت کرتے دیکھا ، کامل توکل علی اللہ رکھتی تھیں اور بظاہر کاموں میں مصروف ہوتیں لیکن مجسّم دُعا ہوتیں تھیں۔ اپنے لئے ہمیشہ خاتمہ بالخیر کی دُعا کرتی تھیں اورہم بچوں کو بھی یہی دُعا کرنے کا اکثر کہا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کی یہ دُعا قبول فرمائی اور اُنہیں ہر قسم کی محتاجی سے بچاتے ہوئے اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لیا۔

امی جان کو میں نے کبھی کسی کے سامنے روتے نہ دیکھا لیکن جب نماز پڑھتی تھیں تو خدا تعالیٰ سے بہت رو رو کر دُعائیں کرتی تھیں۔آخری وقت اذان کی آواز پر فوراً نماز پڑھنا شروع کردیتی تھیں۔نماز کی پابند ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کےلئے بھی عبادت گزار ہونے کی تڑپ تھی۔اپنے گھر میں نماز سنٹر قائم کیا۔قرآن کریم سے خاص عشق تھا، خود پابندی سے تلاوت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں اور جماعت کے کئی بچے اور بچیوں کو قرآن کریم نہ صرف پڑھایا بلکہ ان کی آمین کا خود اپنے گھر میں اہتمام کرکے بچوں کے کھانے ،مٹھائی ، پھولوں کے ہار ،تحائف اور قرآن کریم کا انتظام نہایت خوشی سے کرتی تھیں ۔ غیر از جماعت بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھانے کی توفیق ملی ۔اپنے چھوٹے بیٹے کو قرآن کریم حفظ کروانے کی غرض سے ربوہ میں ہی گھر کرائے پر لے کر رہیں ۔

امی جان کو صدر لجنہ اماء اللہ حلقہ کھوکھرا پار قیادت 10کی حیثیت سے 6سال خدمت کی توفیق ملی۔ خدمتِ دین سے سر شار ہمہ وقت اجلاسات ،درسِ قرآن و دیگر پروگرام کرواتیں۔دورہ جات پیدل ہی کرتیں اورہر ممبر تک خود پہنچ کر جماعتی پیغامات پہنچاتیں اور ممبرات کی تکالیف کو دُور کرنے کی بھر پور کوشش کرتیں۔ حلقہ کی ایک ممبر جن کے خاوند گردوں کی خرابی کے باعث تبدیلی گردہ انڈیا جاکر کروانا چاہتی تھیں ان کی نہ صرف خود مالی معاونت کی بلکہ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں براہ راست خود خط لکھ کر ان کی امداد کی درخواست پیش کی ۔ پیارے آقا نے نہ صرف علاج کا مکمل انتظام فرمایا بلکہ امی جان کو ایک بہت ہی محبت بھرا خط لکھا۔

مکرمہ محمودہ امتہ السمیع بنت چوہدری شریف احمد وڑائچ مرحوم کے ساتھ امی جان کو ایک لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کی سطح پر کام کرنے کا موقع ملا اور ایک بہنوں والا تعلق ان کے ساتھ رہا،وہ تحریر کرتی ہیں ۔

"محترمہ انیسہ رشیدبہت ہی شفیق محبت کرنے والی بہن تھیں۔ اپنے حلقہ کھوکھرا پار میں لمبا عرصہ تک صدر رہی ہیں۔خاکسار کے ساتھ انہوں نےخطبہ جمعہ کیسٹ پروگرام اور MTA کا کام کیاہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطباتِ جمعہ اور تربیتی کیسٹ اپنے حلقہ کی ہر ممبر تک پہنچاتیں اور سنوا کر باقاعدہ وقت پر ہر ماہ رپورٹ دیتی تھیں۔جب ہر حلقہ میں ہم نے کیسٹ لائبریری قائم کی تواپنے حلقہ کے لئے تمام کیسٹیں خریدیں اوراپنے حلقہ کی غیراز جماعت عورتوں کو بھی سنوا کر قائل کرنے کی بھر پور کوشش کرتیں۔آپ ڈرتی بالکل نہیں تھیں۔بہت بہادری کے ساتھ تبلیغ کرتی تھیں۔

MTAشروع ہوا تو ممبرز کو کہہ کر گھر گھر مواصلاتی ڈشیں لگوائیں۔ جو خودڈش نہیں لگوا سکتے تھے تو جماعتی طورپر ڈشیں لگوائیں اور پھر خطبہ کی حاضری کی رپورٹ باقاعدگی سے دیتی تھیں۔خلافت کی محبت ممبرز کے دلوں میں پیدا کی۔

خاکسار نے بچوں کے لئے نماز سوال و جواب کی صورت میں لکھی تھی۔ اس کی ریکارڈنگ کے لئے باقاعدہ اپنے چاروں بچوں کو عربی تلفظ قاری صاحب کے ساتھ ٹھیک کروایا ،پوری نماز کا عربی تلفظ اور اردو ٹھیک کروائی اور پھر ریکارڈنگ کے لئے متعدد بار ہمارے گھر اپنے بچوں کو لے کر آتی رہیں ۔ کھوکھرا پار سے ہمارا گھر کافی دور تھا ،لیکن بڑی ہمت سے بس پر اپنے سارے بچوں کو لے کر باقاعدہ پہنچتیں ۔کیسٹ کی مکمل تیاری میں بہت محنت اور جانفشانی سے کام لیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے منظوری کے بعد جب کراچی لجنہ میں اصلاح معاشرہ کمیٹی قائم کی گئی تو خاکسار کو اس کمیٹی کی صدر مقررکیا گیا ،انیسہ رشید نے اپنے حلقہ میں عائلی جھگڑے سلجھانے میں بھی بہت کام کیا ۔دوسرے کے درد کو اپنا درد سمجھتی تھیں۔ اصلاح معاشرہ کمیٹی میں رشتہ ناطہ کا کام بھی ہوتا تھا ۔اس کے لئے بھی ہمیشہ بہت کوشش اور دُعاؤں سے کام کرتی تھیں ۔

نومبائعین کا بھی بہت کام کیا ۔ اُن کے گھروں میں بھی آتی جاتی تھیں ،اُنہیں بھی اپنے گھر بلاتی تھیں تاکہ اُن کے ساتھ تعلق مضبوط ہو ،جو نومبائع خواتین حاملہ تھیں اُن کو باقاعدہ ہسپتال لے کر جاتی رہیں، بچے کی پیدائش کے بعد بچہ اور ماں کا بہت خیال رکھتی تھیں ۔ نو مبائعین کو چندہ دینے کی بھی عادت ڈالتیں، پہلے تو کم چندہ لیتی تھیں پھر اُن کو زیادہ قربانی کی عادت پڑ جاتی ۔"

امی جان احمدی اور غیر از جماعت میں بغیر فرق کئے ان کی مالی امداد کرنے ، تکلیف کے وقت میں فوراً مدد کرنے کے لئے پہنچ جاتی تھیں ۔ اگر کسی کے ہاں عورت کی وفات ہوتی تو اول وقت میں پہنچ کر نہلانے میں مددگار ہوتیں ۔ امی جان کو ضلع کراچی کی صحت جسمانی کی سیکرٹری کے طورپر بھی خدمت کا موقع ملا ۔ لجنہ اماء اللہ کراچی کی ٹیم کو سپورٹس ریلی میں کئی سال لے کر جاتی رہیں ۔اسی طرح کئی مرتبہ بطور نگران کراچی سے تربیتی کلاس کے لئے بچیوں کو لے کر گئیں ۔ لجنہ اماء اللہ پاکستان کی شوریٰ میں بھی شرکت کا موقع ملا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پاکستان سے ہجرت کے بعد جب کیسٹ پر حضورؒ کے خطبات و خطابات سنانے ہوتے تھے تو خود ٹیپ ریکارڈ خرید کر اجلاسات میں سنانے اور پھر گھر گھر جاکر ممبرات کو سنانے کی کوشش کرتیں تا ہرممبر تک خلیفۂ وقت کی آواز پہنچ جائے ۔ہر کام کے آغاز سے قبل دُعا کے لئے خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ضرور لکھتیں اور کام کی تکمیل کے بعد بھی رپورٹ متعلقہ شعبے کے ساتھ ساتھ حضور کی خدمت میں بھی ضرور ارسال کرتیں ۔

آپ کوآنحضرت ﷺ سے بے انتہا عشق تھا ۔اکثر یہ شعر گنگنایا کرتی تھیں

وہ رحمت عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتاہے
تو بھی انساں کہلاتی تھی سب حق تیرے دلواتا تھا
بھیج دُرود اُس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰؐ سب نبیوں کا سردار

جلسہ ہائے سیرت النبیؐ پر آنحضرت ﷺ کی سیرت پر تقریر خود تیار کر کے کرتیں یا دیگر ممبرات سے پڑھواتیں اور اسی طرح نعت ہمیشہ محو ہو کر پڑھا کرتی تھیں اور ممبرات کو بھی نعت سمجھ کر پڑھنے کی طرف توجہ دلاتی تھیں ۔ دُرود شریف کثرت سے پڑھتیں اور اس کی طرف دوسروں کو بھی توجہ دلاتی تھیں اور اس طرف بھی توجہ دلاتیں کہ آج ہم آنحضرت ﷺ کی ذات با برکت کی وجہ سے ہی یہاں اکٹھی بیٹھی ہوئی ہیں ۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص عقیدت و محبت تھی یہی وجہ تھی کہ نہ صرف خود بلکہ اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے جاکر ملواتیں اور دُعا کی درخواست کرتی تھیں ۔

آپا جان طاہرہ صدیقہ ناصر حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے میرے چھوٹے بھائی راجہ برہان احمد کی بعمر 8سال ملاقات کروائی اور جب جب موقع ملا بار بار بھائی کو لے جا کر دُعا کی درخواست کرتی رہیں ۔امی جان کی وفات کے بعد جب خاکسار آپا جان طاہر صدیقہ ناصر کے پاس گئی اور والدہ صاحبہ کی وفات کا بتایا تو آپا جان نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ مجھے آج بھی یاد ہے جب آپ کی امی جان بُرہان کو لے کر آتیں تھیں اور ہاتھ کے اشارے سے بتایا اتنا سا ہوتا تھا بُرھان ۔ پھر فرمایا کہ آج بُرہان جس مقام پر ہے وہ آپ کی امی جان کی وجہ سے ہے ۔ آپ کی امی جان کی محنت اور دُعاؤں کا نتیجہ ہے ۔امی جان نے خود بھی آپا جان طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ سے ترجمۃ القرآن کچھ عرصہ پڑھا اور پھر حضرت چھوٹی آپا جان مریم صدیقہ (اُمّ متین صاحبہ) سے خصوصی درخواست کرکے ہم دونوں بہنوں کو ان سے ترجمۃ القرآن پڑھوایا چنانچہ ہم دونوں بہنوں کو ایک پارہ ترجمہ پڑھنے کی توفیق ملی ۔ الحمد للہ

امی جان کی ہی وجہ سے ہم دونوں بہنوں کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین مبارکہ کی زیارت نصیب ہوئی ۔ ہمیں ربوہ کے تقریباً ہر اہم مقام کی سیر کروائی اور معلومات دیں۔ ربوہ سے امی جان کو بہت محبت اور خاص لگاؤ تھا یہی محبت انہوں نے اپنی ساری اولاد کے دل میں بھردی ہے ۔

اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے مکرمہ ناصرہ جمیل اہلیہ مولانا جمیل الرحمٰن رفیق تحریر کرتی ہیں ۔

''میری بھابھی جان محترمہ انیسہ رشید میرے خالہ زاد بھائی محترم راجہ رشید احمد کی اہلیہ اور مکرم راجہ برہان احمد استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ کی والدہ تھیں ۔ موصوفہ کو ربوہ سے بہت پیار تھا۔ کراچی سے ربوہ تک خاصا لمبا سفر ہے مگر اس کے باوجود جلدی جلدی ربوہ آتی رہتی تھیں اور ربوہ آکر بہت خوشی کا اظہار کرتی تھیں ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کی خواتین مبارکہ سے بھی بہت پیار کا تعلق رکھتی تھیں ۔ چھوٹی آپا جان حضرت مریم صدیقہ کے گھر اکثر جایا کرتی تھیں۔ اسی طرح محترمہ آپا طاہرہ صدیقہ ناصر کے ہاں بھی بہت جایا کرتیں۔ دیگر خواتین مبارکہ سے بھی ملاقات کرتی رہتی تھیں۔ جماعتی کاموں میں بھی بہت پیش پیش رہتی تھیں۔اپنے سب بچوں کی بہت اچھی تربیت کی اپنے بیٹے برہان احمد کو وقف کرنے کے علاوہ اپنی بڑی بیٹی انیلہ طاہر کی شادی بھی واقف زندگی سے کی ۔ اُن کے داماد مکرم طاہر محمود مبشر جامعہ احمدیہ یوکے میں بطور استاد خدمات بجالارہے ہیں ۔ جماعت کے واقفین زندگی کی بہت عزت کرتی تھیں ۔''

خلافت سے خاص محبت تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کی وفات پر ہمارے گھر میں نہایت افسردگی کی فضا تھی امی جان صدر حلقہ تھیں اور تمام ممبرات کو جب یہ اطلاع دی گئی تو وہ باقاعدہ امی جان سے آکر گلے لگ کر افسوس کرتیں تھیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کی پاکستان سے لندن ہجرت کے بعد خلیفۂ وقت سے ملنے کی تڑپ میں بے چین رہتی تھیں اور جب کیسٹ پر خطبہ جمعہ اور خطابات آنے لگے تو بہت اہتمام سے سنتی اور دوسروں کو بھی سناتیں پھر جب ڈش انٹینا کے ذریعہ MTA کی نشریات کا آغاز ہوا تو آپ نے کمیٹی ڈال کر ڈش لی اور سارے حلقے کو حضور انور کے ہر پروگرام کو دکھانے کا خاص اہتمام کرتیں ،خاص طور پر جلسہ سالانہ کے موقع پرہمارے گھر میں بھی جلسہ کا سماں ہوتا ،کھانے کا اہتمام کرتیں اور دیگیں بھی پکواتیں ۔ ممبرات بچوں کو ساتھ لے کر شوق سے آتیں جلسہ کی کارروائی سنتیں اور اپنے گھروں میں کھانا پکانے کی فکر سے بے خبر ہوکر تمام کارروائی میں شامل ہوتیں ۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کا درس القرآن شروع ہونے پر باقاعدہ قرآن کریم لے کر بیٹھ جاتیں اور نوٹس لیتی تھیں ۔

حلقہ میں خاندان اور ملنے والے تمام بزرگوں سے خاص پیار و محبت اور شفقت کا سُلوک کرتی تھیں۔ ایک بزرگ جوڑاہمارے گھر میں وقت گزارتا اور امی جان ان کی خدمت کرتی دکھائی دیتی تھیں۔ ایک بزرگ خاتون نے امی جان کو چند تبرکات اپنی بیٹی سمجھ کر دیئے کہ تم اس کی حفاظت اور قدر کروگی ۔امی جان کو مسجد مبارک ربوہ میں دوبار اعتکاف بیٹھنے کا موقع ملا اور آپ نے خلافت احمدیہ کے لئے ، تمام بنی نوع انسان کے لئے اوراپنی اولاد در اولاد کے لئے بھرپور دُعائیں کیں جس کا ثمر آج ہم سب بہن بھائی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ۔خاکسار کو یاد ہے کہ بچپن سے لے کرآج تک امی جان کو صبح سویرے صاف ستھرا تیار ،نماز پڑھتے ، تلاوت کرتے ہی دیکھا یہی عادت آخر دم تک رہی۔ جو نہی اذان کی آواز سنتیں نماز شروع کردیتی تھیں ۔

مکرم امتیاز حسین شاہد امیر حلقہ ڈرگ روڈ کراچی امی جان کا ذکر خیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں ۔

''محترمہ انیسہ رشید کا خاندان حلقہ ملیر کالونی کراچی کے پرانے احمدیوں میں سے ایک ہے ۔آپ لجنہ اماء اللہ کی ایک سرگرم خدمت گزار تھیں ۔ حلقہ کی صدر لجنہ بھی رہیں ۔ خاکسار نے انہیں پیدل ہی لجنہ کے گھروں کے دورے کرتے دیکھا حالانکہ حلقہ کے گھر کافی دُور دُور تھے ۔ ہمارے گھر بھی تشریف لاتی تھیں ۔ خاکسار کی والدہ محترمہ کی وفات پر ہمارے ساتھ ربوہ بھی گئیں۔ خاکسار کی اہلیہ محترمہ نے بتایا کہ لجنہ کے اجلاسات محترمہ انیسہ رشید کے گھر پر ہی ہوتے تھے ۔ ہم نے اُنہیں کبھی غصہ میں نہیں دیکھا ۔ ہمیشہ مسکرا کر ملتیں ۔ خوش اخلاقی ان کا خاص وصف تھا۔ان کے ایک قریبی عزیز جماعتی چندہ دینے میں کمزور تھے جب ایک دفعہ محترمہ سے اس سلسلہ میں بات کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ ان کا چندہ مجھ سے آکر لے جایا کریں اور پھر وہ چندہ ادا کرتی رہیں ۔''

میری یادداشت کے مطابق امی جان کو تین بار اعصابی تکلیف ہوئی جس کی وجہ سے آپ بیمار ہوگئیں اور اس کا اثر کچھ عرصہ تک رہا لیکن اس عرصہ میں بھی امی جان نماز نہیں چھوڑتی تھیں۔ آپ کے ڈاکٹر بھی یہ دیکھ کر حیران ہوجاتے تھے نماز کا وقت ہوتا تو نماز شروع کردیتی تھیں یہ نہیں دیکھتی تھیں کہ کوئی ملنے آیا ہے یا ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہے ۔ وفات سے قبل آخری دنوں میں خاکسار نے اکثر پوچھا کہ آج کل کون سی دُعا پڑھ رہی ہیں تو کہتیں کہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھتی رہتی ہوں ۔میں نے بے اختیار کہا کہ امی جان آپ نے تو افضل الذکر پکڑ لیا ہے، اس سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ کبھی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔ خاکسار نے کبھی پوچھنا کہ کہیں کوئی تکلیف تو نہیں تو ہمیشہ نفی میں جواب دیا ۔ امی جان میں بلا کی قوت برداشت ، حوصلہ اور مضبوط عزم تھا ۔میں گھبرا جاتی تھی لیکن امی جان مجھے حوصلہ دیتیں اور میرے لئے میرے بچوں کے لئے مجسّم دُعا بنی رہتی تھیں۔آپ کی ایک اور پسندیدہ نظم تھی جو آپ اکثر بڑے درد سے پڑھتی تھیں ۔

الحمد میں روشنی کے واسطے سامان لائی ہوں
اندھیرا گھر تھا میں شمعِ ایمان لائی ہوں
خدا جب مجھ سے پوچھے گا کہ دنیا سے کیا لائی ہو
تو کہہ دوں گی تیرے دیدار کا ارمان لائی ہوں
میرے ماتھے پہ سجدوں کی نشانی دیکھئے رضواں
میں اپنے جنتی ہونے کے سب سامان لائی ہوں
جو دل مانگیں تو دل حاضر ، جو جاں مانگیں تو جاں حاضر
میں سب سامان لائی ہوں ، میں سب سامان لائی ہوں

امی جان کی 1/3 حصے کی وصیت تھی ۔ وفات کے بعد پہلے حلقہ گلشن جامی کراچی میں نماز جنازہ ادا کی گئی ۔ پھرجنازہ ربوہ لے جایا گیا جہاں مؤرخہ 4جون 2019ء کو نماز فجر کے بعد مسجد مبارک ربوہ میں محترم سید خالد احمد شاہ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی۔تدفین کے لئے جنازہ نئے بہشتی مقبرہ لے جایا گیا۔ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 27جون 2018 بروز بدھ نماز ظہر سے قبل امی جان کی نماز جنازہ غائب مسجد فضل لندن میں ادا فرمائی ۔

احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میری والدہ محترمہ کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔اللہ تعالیٰ آپ کی تمام اولاد کو آپ کے نقشِ قدم پرچلتے ہوئے آپ کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

****

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرمہ طاہرہ زرتشت ناز۔ناروے ایڈیٹر صاحب کے نام اپنے مراسلہ میں لکھتی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی گراں قدر مساعی کو قبول فرمائے جو کہ آپ اِن حالات اور اس دور میں بجا لانے کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس روحانی مائدہ یعنی روزنامہ الفضل لندن آن لائن سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور معاونت کی بھی توفیق بخشے ۔ آمین

ہماری ایک نواسی ہے ۔جس کا نام ماہرہ قدوس ہے۔ اور عمر صرف چار سال ہے۔ وہ ایسے ایسے سوال کرتی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مجھ سے ایک سوال جو بار بار کیا وہ یہ تھا کہ نانی جان جب میں چونسٹھ سال کی ہو جاؤں گی تو اس وقت آپ میں سے کون کون زندہ ہوگا اور دنیا کیسی ہوگی ۔ اور اس میں کیا کیا ہوگا۔ پہلے تو اس کے سوال سے میں حیران ہوئی۔پھر اسی وقت خاکسار نے یہ اشعار لکھنے کی توفیق پائی۔ اسے بھی سنائے اور تشریح سمجھائی ۔

ہمیں چونکہ جو حالات اس وقت دنیا میں ہر طرف دکھائی دیتے ہیں دینِ اسلام کے خلاف ، جن کی چبھن دل میں محسوس ہوتی اور آزردہ کرتی رہتی ہے اسی کے تناظر میں مندرجہ ذیل غزل عطا ہوئی ۔

جو خاکسار اپنے پیارے اخبارروزنامہ الفضل لندن آن لائن کے لئے بھیج رہی ہے۔

اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھیں ۔ اپنی ٹیم تک ہمارے نیک جذبات پہنچا دیں ۔

غزل

ہم تو اک خواب سی وادی میں اُتر جائیں گے
آپ سورج کی کرن بن کے نکھر جائیں گے

ہر سحر لائے گی تابندہ اُجالوں کا پیام
ظلمت و جور کے اَدوار گزر جائیں گے

شانِ اسلام بڑی آن سے ظاہر ہوگی
کُفر و باطل کے یہ طوفان گزر جائیں گے

اپنے مالک کو بھی پہچانے گی آخر دنیا
بُت ہیں جتنے بھی سبھی ٹوٹ کے گر جائیں گے

حق کے جو پودے مسیحا نے لگائے تھے کبھی
ہونگے سر سبز حسیں پھولوں سے بھر جائیں گے

ہونگے ظاہر وہ نشاں آنکھ جنہیں دیکھے گی
دیکھ کر منکروں کے چہرے اُتر جائیں گے

سارے فرعون ہوا کرتے ہیں آخر غرقاب
عبد جو اس کے ہیں سب پار اُتر جائیں گے

ہیں مبارک وہ جو توحید پہ لائے ایماں
اپنے سر کو جو جھکائیں گے سنور جائیں گے

اپنے مولیٰ سے سدا پختہ تعلق رکھنا
بحفاظت ہر اک آفت سے گزر جائیں گے

نازؔ! گر تم کو دعاؤں میں سدا یاد رہے
عین ممکن ہے نصیب اس کے سنور جائیں گے

طاہرہ زرتشت ناز ۔ناروے

ڈاکٹر عبد السلام، بھٹو اور چین

پرویز ہودبھائی

ترجمہ: زکریا ورک

"میں پیدائشی پاکستانی تھا اور پاکستانی کی حیثیت میں دنیا سے جاؤں گا۔" ڈاکٹر عبدالسلام

پاکستان کے اساطیری نظری طبیعات دان عبد السلام میں پبلک کی دلچسپی پوری دنیا میں نیٹ فلکس پر ریلیز ہونے والی ڈاکومنٹری "سلام دی فرسٹ۔ نوبیل لاریٹ" میں موج زن ہوئی ہے۔ اگرچہ ڈاکومنٹری ان کے سائنسی کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالتی ہے، بلکہ ان کی ذاتی تلخیوں پر اس سے بھی زیادہ، مگر اس میں بڑی خامی یہ ہے کہ ان کے چین مشنز کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس خامی کے لئے فلم بنانے والوں کو موردالزام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ عبد السلام کی زندگی کا یہ پہلو عام طور پر پردہ اخفا میں رہا حتیٰ کہ ان کے رفقائے کار سے بھی جو ان سے بہت اچھی طرح شناسا تھے۔

تاہم دو چینی سائنسدانوں جنگ ہان سن Jinghan Sun اور ایگزآو ڈانگ ین Xiaodong Yin نے اس مخفی پہلو سے پردہ اٹھایا ہے۔ ان کا مقالہ عبد السلام اینڈ چائنا : چین کی سائنسی ڈیویلپمنٹ پر سلام کا انفلوئنس ان کی چھ چین یاترا پر ایک نگاہ۔ بیجنگ سے مارچ 2019ء میں ایک چینی زبان کے رسالے میں منظر عام پر آیا ہے۔ اس مقالے کی بنیاد ان اجلاسوں کی کارروائی کی رپورٹیں ہیں جو چائنیز اکیڈیمی آف سائنسز میں منعقد ہوئی تھیں۔ میرے چینی طبیعات دان دوستوں نے اس کے کچھ حصوں کا انگلش میں ترجمہ کیا ہے جس کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

ان دو چینی سائنسدانوں کے مقالے سے یہ پتہ چلا کہ سلام نے پاکستان کے جوہری ہتھیاروں کے حاصل کرنے کے لئے چین کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ امرکسی حد تک اس سوال کا جواب حاصل کرنے میں مدد کرتا۔ پاکستان کے بم پروجیکٹ میں سلام کا کیا کردار تھا؟ سلام کے مخالفین کا کہنا ہے کہ انہوں نے کوئی کردار ادا نہیں کیا تھا جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے پاکستان کے نیو کلیئر راز امریکہ، اسرائیل اور بھارت کو دے دیے تھے۔ اس کے برعکس ان کے مداحوں کا کہنا ہے کہ سلام امن پسند انسان تھے جو جوہری ہتھیار کبھی بھی حاصل نہیں کرنا چاہتے تھے۔

حقائق اب طشت از بام ہوکر ہمارے سامنے ہیں۔ پروفیسر سلام 1950 کی دہائی میں اکیڈیمک سپر سٹار بن چکے تھے۔ وہ چھ دفعہ چین گئے اور چین کے اعلیٰ افسران سے ملاقاتیں کیں۔ پہلی بار وہ چین 1958ء میں گئے جب وہ صدر ایوب خاں کے ہمراہ سائنسی مشیر کے طور پر گئے تھے اور وزیر اعظم چاؤ این لائی سے تنہا شرف ملاقات حاصل کیا تھا۔ دونوں کے درمیان پرُجوش ذاتی تعلق قائم ہو گیا۔ پھر وزیر اعظم چاؤ این لائی کی دعوت پر 1959ء میں سلام ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے چین گئے۔ اس وقت تک چین نیوکلیئر پاور نہیں بنا تھا اور صدر ایوب خاں کو جوہری ہتھیاروں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

حالات میں زبردست تبدیلی مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد 16 دسمبر 1971 کو آئی۔ اس کے محض چھ ہفتوں بعد صدر پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے 20 جنوری 1972ءکو ملتان میں پاکستانی سائنسدانوں کی میٹنگ کا اہتمام کیا۔ جذباتی بھٹو نے ان سائنسدانوں کو تلقین کی کہ وہ ایٹم بم بنائیں، اس خواہش کا اظہار اس نے پہلی بار 1965ء میں کیا تھا۔ سلام بھی اس وقت وہاں موجود تھے اوراظہار خیال کیا تھا۔

سن اور ین Yin-Sun کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے بعد بھٹو نے سلام کو 1972 میں چین بھیجا تاکہ جوہری ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی حاصل کرنے میں چین کا تعاون حاصل کیا جاسکے۔ رپورٹ کے صفحہ 120 پر مصنفین رقم طراز ہیں کہ سلام نے اپنے تیسرے وزٹ کو غیر معمولی وزٹ not an ordinary visit قرار دیا تھا۔ وزیر اعظم چاؤ سے 5 ستمبر 1972ء کی شام کو ہونے والی میٹنگ میں سلام نے نیو کلیئر تعاون کی درخواست خدمت گزار کی۔

وزیر اعظم کاجواب مدبرانہ تھا: "چائنیز اکیڈمی آف سائنسز نے اس پر بڑی احتیاط سے غور و فکر کرنا ہے اور اس کے مطابق تیاریاں کرنی ہیں۔ ہم تمہارے یہاں تجربے اور ٹیکنالوجی کے لئے چند افراد بھیج دیں گے"۔ یہ بات صاف نہیں کہ آیا مصنفین اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہیں جب وہ لکھتے ہیں : "سلام اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکے، اگرچہ چائنا ان کے ساتھ روادار تو تھا مگر اس کے ساتھ حد درجہ محتاط بھی"۔

لیکن حال ہی میں شائع ہونیوالے ایک اور مضمون جو امریکہ کی کارنیل یو نیورسٹی کے ڈاکٹر ینگ چینگ Dr -Yang yang Cheng ضبط تحریر میں لائے ہیں۔ اس کے مطابق سلام کی چین وزٹ کے دو مہینے بعد ایک چائنیز ٹیم جس کے سربراہ جیانگ شین جی Jiang Shenjie تھا اس ٹیم نے کانوپ KANUPP (کراچی نیوکلیئر پاور پلانٹ) جو کینیڈین حکومت نے تحفہ میں دیا تھا، کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی۔ جیانگ پیشہ کے لحاظ سے کیمسٹ اور نیو کلیئر انجنیئر تھاجس نے چین کے جوہری ہتھیاروں کے پروگرام میں بنیادی رول ادا کیا تھا، نیز وہ بیجنگ کے اٹامک انرجی انسٹیٹیوٹ کا ڈپٹی ڈائریکٹر تھا۔

سلام نے نیوکلیئر بم پراجیکٹ کی ذمہ داری تو قبول کر لی لیکن انہوں نے بم ڈیزائن کی تفصیل میں شرکت نہیں کی۔ نیوکلیئر ایمپلوژن اب فرسودہ ہو چکا تھا اور وہ بڑے بڑے اہم ترین کاموں میں مصروف تھے۔ چنانچہ انہوں نے ستمبر 1972ء میں اپنے سابق شاگردرشید ڈاکٹر ریاض الدین (وفات 2013ء) کو ٹریسٹ (اٹلی) میں بم ڈیزائن کے لئے اپنے آفس میں مدعو کیا۔ ریاض الدین میرے سینئررفیق کار نے قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں فزکس ڈیپارٹمنٹ کی داغ بیل رکھی تھی اور ذہنی استعداد کے مطابق وہ اس کام کے لئے بالکل موزوں شخص تھے۔

سلام نے ریاض الدین کو ہدایت کی کہ وہ نیو کلیئر امپلوثن کی فزکس کا درک حاصل کر نے کے لئے تھیوری ٹیشنز کا گروپ تشکیل دے۔ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے چیئر مین منیر احمد خان جس کے ساتھ سلام کے دوستانہ مراسم تھے، نے اس سمجھوتے کی منظوری دے دی۔ ریاض الدین جس کو عزت و وقار کا حامل تمغہ ہلال پاکستان 1998ء کے نیو کلیئر ٹیسٹ کے بعد تفویض کیا گیا تھا اس نے فرض سمجھتے ہوئے حکم کی اطاعت کی۔ یہ سارا کام کس طرح رنگ میں پایہ تکمیل کو پہنچا، وہ ریاض الدین کی سوانح میں دیکھاجا سکتا ہے جو عنقریب منصہ شہود پر آنے والی ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کیا ریاض الدین گروپ کا معلوماتی ذخیرہ اس ضمن میں اہم تھا؟ امریکنوں کا کہنا تھا کہ پاکستان کے پاس جوہری ہتھیاروں کے اس ٹیسٹ کے تفصیلی بلیو پرنٹ تھے جو چین نے 1960ء میں کیا تھا۔ ان بلیو پرنٹس کا ایک پلندہ بحری جہاز بی بی سی Cargo سے ضبط کیاگیا تھا جو لیبیا کی جانب روانہ تھا۔ مزید جوہری مواد جو ڈاکٹر عبد القدیر خاں نے بیچا تھا وہ بھی پکڑا گیا تھا۔ اس کے بعد صدر پاکستان جنرل پرویزمشرف نے ڈاکٹر عبد القدیر خاں کو حکم دیا تھا کہ وہ پی ٹی وی پر آکر اظہار ندامت کریں۔

بالفرض محال پاکستان کے پاس بلیو پرنٹس ہوتے تب بھی وہ بالکل بے سود تھے جب تک کہ بم بنانے میں کارفرما تھیوریٹیکل پرنسپلز کی سوجھ بوجھ نہ ہو۔ لیبیا کے پاس یہی بلیو پرنٹس تھے مگروہ کچھ نہ کر سکے۔ پاکستان کے لئے فزکس کے علم کے ساتھ ڈیزائن ٹمپلیٹ کے ہونے سے مزعومہ کام سہل ہوگیا۔ یوں کسی ایٹم بم کی طاقت میں کمی بیشی کرنا قدرے آسان ہوگیا اور اس کے ساتھ ساتھ بموں کے ڈیزائن میں رد و بدل کرنے کی صلاحیت حاصل کرنا بھی ممکن ہو گیا۔

یہ بات کہ سلام نے جوہری راز دوسرے ملکوں کوفریب سے فروخت کر دیے سراسر بے بنیاد جھوٹ ہے ان لوگوں کا خودساختہ جھوٹ جو خود ان کالے کرتوتوں میں ملوث تھے اور اس کے بعدان کا کچا چھٹا کھل گیا۔ سلام بم کے ڈیویلپمنٹ کام میں شامل نہیں تھے سوائے عمومی طور پر نیز وہ ٹیکنیکل رازوں سے قطعی طور پر بے بہرہ تھے۔

تاہم سلام کے لئے بہت بڑا ذہنی صدمہ آنے والا تھا۔ 1974ء نے ان کی زندگی کو اتھل پتھل کردیا۔ سلام غم سے نڈھال ہوگئے جب بھٹو کی حکومت نے ان کی احمدیہ کیمونٹی کو نان مسلم قرار دے دیا۔ اس سے قبل احمدی ہونے کے ساتھ پاکستانی قوم پرست ہونا ممکن تھا۔ اگرچہ سلام نے شجاعت کے ساتھ احمدی اور قوم پرست ہونے کی کوشش کی مگر اٹاٹک بم کی طرف ان کا رجحان رفتہ رفتہ تبدیل ہوتا گیا۔ بالآخر انہوں نے اٹاٹک بم کو انسانیت کی بقا کے لئے خطرہ جان لیا۔

میری زندگی کے بے شمار چھوٹے یا بڑے تاسفات میں سے ایک یہ ہے کہ میں کبھی جرات نہ کر سکا کہ سلام کے ساتھ بم کے مسئلے پر گفت و شنید کروں۔ 1984ء سے لے کر ان کی وفات سے دو یا تین ماہ قبل 1996ء تک انہوں نے اور میں نے گوناگوں مسائل جیسے سوشل، پولیٹیکل اور سائنٹفک پر بحث کی، لیکن اس موضوع پر کبھی نہیں۔ کیا ان کو اپنی گزشتہ کوششوں پر کوئی تاسف تھا؟ ان کو یہ معلوم تھا کہ میں نے جوہری ہتھیاروں کے خلاف اکثر لکھا اور بولا ہے (بشمول پاکستان کے)۔ اگرچہ مجھے شک ہے کہ سلام کے احساسات میں تبدیلی آ گئی تھی مگر میں نے خود کو جونیئر سمجھا کہ یہ سوال ان کے گوش گزارکروں۔

(روزنامہ ڈان 30 نومبر 2019ء)

****

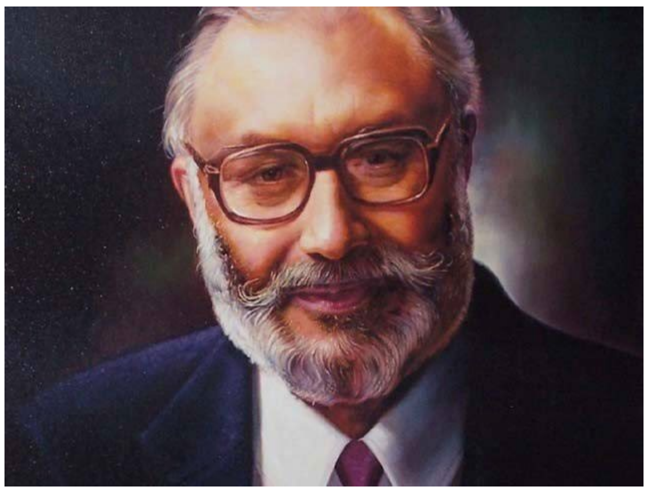

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

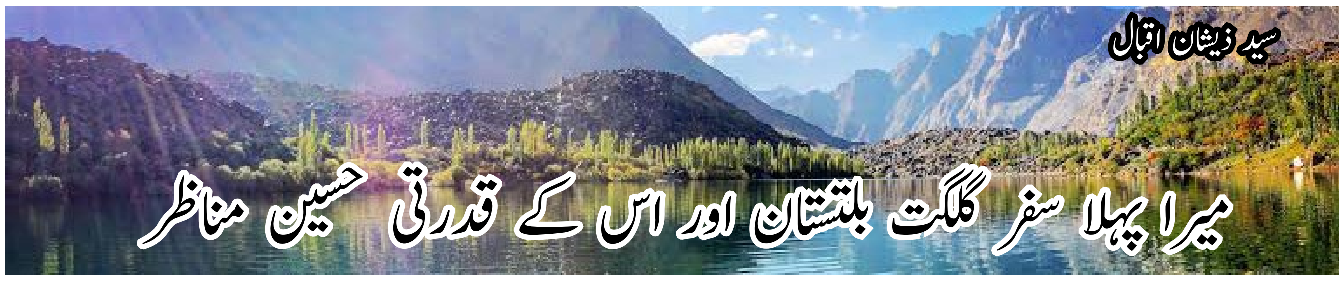

میرا پہلا سفر گلگت بلتستان اور اس کے قدرتی حسین مناظر

سید ذیشان اقبال

ایک کوہ نورد کو جب کوہساروں سے بلاوا آجائے تو وہ دن، وقت، موسم، جیب اور کسی کا ساتھ ہونے یا نہ ہونے سے بے پرواہ ہوکر کوہساروں کی راہوں پر نکل کھڑا ہوتا ہے۔ میرا شمار بھی چونکہ اسی قسم کے کوہ نوردوں میں ہوتا ہے سو جیسے ہی کوہساروں کا بلاوا آیا میں تن تنہا ہی نکل کھڑا ہوا۔ نہ دن دیکھے نہ رات، نہ موسم نہ حالات، اور نہ ہی اخراجات۔ یہ گلگت بلتستان کا میرا اولین سفر تھا جو میں نے اکیلے ہی کیا۔ ابتداء میں میرا ارادہ صرف ہنزہ تک محدود رہنے کا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا فرمائے کہ میں پاک، چین سرحد خنجراب پاس تک گیا۔

میری روانگی 2جون بروز اتوار ہوئی۔ راولپنڈی سے گلگت بلتستان کی ان دیکھی، انجانی راہوں پر میرے پہلے سفر کا آغاز ہوا۔ بابوسر پاس امسال ریکارڈ برف باری کے باعث جون میں بھی بند تھا۔ سو مانسہرہ سے آگے تمام راہیں میرے لیے نئی تھیں۔ قراقرم ہائی وے (K.K.H۔ نیشنل ہائی وے نمبر35) پر سفر کرتے ہوئے بشام روانہ ہوئے۔ شنکیاری، بٹل اور بٹگرام سے ہوتے ہوئے تھاہ کوٹ پہنچے۔ دریائے سندھ یہیں سے K.K.H کا ہم سفر بنتا ہے۔ تھاہ کوٹ کا مشہور پل عبور کیا تو سندھ کی سنگت میں چلتے ہوئے جلد ہی خاصی بلندی پر آگئے۔

داسو میں آدھا گھنٹہ دریا کے کنارے سیر کرتے ہوئے گزارنا پڑا۔ سڑک کی تعمیر کے لیے پہاڑوں کی چٹانیں بارود سے اڑانے کا عمل جاری تھا۔ داسو کے بعد ہماری منزل چلاس کا مشہور مقام تھا۔ مانسہرہ سے نیشنل ہائی وے نمبر15 بالاکوٹ، کاغان، ناران اور بابوسر پاس سے گزر کر اسی مقام پر K.K.H سے آملتی ہے۔ چلاس کے بعد اگلے دو مقامات انتہائی اہم ہیں۔ گونر فارم اور رائے کوٹ۔ ان مقامات سے دنیا کے اس خطرناک پہاڑ کی طرف راستے نکلتے ہیں جسے دنیا نانگا پربت کے نام اور قاتل پہاڑ کے خطاب سے جانتی ہے۔ 8126میٹر (26660فٹ) بلند یہ دنیا کا 9واں اور پاکستان کا دوسرا بلند ترین پہاڑ ہے۔ گونر فارم سے دیامر فیس اور رائے کوٹ سے نانگا پربت کے فیری میڈوز/رائے کوٹ فیس کو راستہ نکلتا ہے۔ نانگا پربت کا ایک تیسرا بیس کیمپ بھی ہے۔ روپل فیس۔ وادی استور میں ترشنگ سے ایک راستہ روپل گاؤں کی طرف نکلتا ہے۔ وادی روپل میں نانگا پربت دنیا کا واحد پہاڑ ہے جو 4 ہزار570 میٹر عموداً اوپر اُٹھا ہے۔ یہ خصوصیت اسے دنیا کے تمام پہاڑوں سے ممتاز کرتی ہے۔

رائے کوٹ پل سے شاہراہ قراقرم جگلوٹ کے معروف مقام پر اترتی ہے۔ جگلوٹ میں دنیا کا انوکھا ترین مقام واقع ہے۔ یہاں دنیا کے تینوں بلند ترین پہاڑی سلسلے قراقرم، ہمالیہ اور ہندوکش باہم مل جاتے ہیں۔ گلگت شہر جگلوٹ سے 47 اور اسلام آباد سے 630 کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے گلگت کے کنارے واقع ہے۔ صوبہ گلگت بلتستان کا یہ صدر مقام ہر طرف سے قراقرم کی خشک بلندیوں میں گھرا ہوا ہے۔ گلگت میں رات قیام کے بعد اگلے دن ہنزہ کے لیے روانہ ہوا۔ میرا ارادہ کریم آباد میں بلتت قلعہ کی سیر کے بعد واپسی کا تھا لیکن علی آباد میں میری ایک نوجوان سیف سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کریم آباد کی بجائے سوست (sust) جانے کا مشورہ دیا۔ اس راستے پر بہت سے ایسے مقامات تھے جن کی میں سیر کرسکتا تھا۔ مجھے یہی مناسب لگا لہٰذا سوست جانے کا فیصلہ کرکے ویگن میں سوار ہوگیا۔

التر چوٹی۔ ماؤنٹ لیڈی فنگر، عطاء آباد جھیل، پسو کونز، پسو گلیشیر اور بتورہ جھیل کا نظارہ کرتے ہوئے بوقت مغرب سوست پہنچ گیا۔ کریم آباد، عطاء آباد، ششکٹ، گلمت، حسینی اور پسو کے مشہور اور خوبصورت مقامات شاہراہ قراقرم پر ہی واقع ہیں۔ ہنزہ ٹنلز بھی اسی شاہراہ پر تعمیر کی گئی ہیں۔ 5 سرنگوں میں دو، سرنگ نمبر 2 ساڑھے تین کلو میٹر اور سرنگ نمبر 4 اڑھائی کلو میٹر طویل ہیں۔ سوست میں میرے علاوہ صرف دو سیاح تھے جن کا تعلق کراچی سے تھا۔ دیپک اور فارس۔ ان نوجوانوں سے سلام دعا جلد ہی بے تکلفی میں بدل گئی۔ صبح اکٹھے ہی خنجراب پاس جانے کا پروگرام بن گیا۔ تینوں کو اس کا یہ فائدہ ہوا کہ انفرادی بجٹ پر پڑنے والا بوجھ خاصا ہلکا ہوگیا۔

صبح ایک کار ریزرو کروا کر پاکستان، چین سرحد خنجراب پاس کے لیے روانہ ہوئے۔ شاہراہ کا یہ حصہ قراقرم کے حیرت انگیز پہاڑوں سے آراستہ ہے۔ چٹانیں ہیئت میں مختلف ہیں۔ کوئی تہہ دار ہے تو کوئی متغیرہ۔ کوئی سلیٹ کی مانند سپاٹ ہے تو کوئی بھربھری۔ اس سفر میں وطن عزیز کا قومی جانور مارخور بھی دکھائی دیا۔ مارموٹ تو یہاں بے شمار ہیں۔ یاک ایک پالتو جانور ہے۔ ان کے ریوڑ گلہ بانوں کی نگرانی میں آزادانہ گھومتے تھے۔ ڈیڑھ گھنٹے سفر کے بعد خنجراب پاس پہنچے۔ وادی وسیع ہو گئی۔ خاصا خوبصورت علاقہ ہے۔ پہاڑ سرتاپاء برف پوش تھے۔ زمین جگہ جگہ سفید بے داغ برف سے ڈھکی تھی۔ خنجراب پاس چونکہ 16ہزار2 فٹ کی بلندی پر دنیا کی بلند ترین مستعمل سرحد ہے سو جون میں بھی خون جما دینے والی سردی تھی۔ تیز اور برفیلی ہوا کے جھکڑ چلتے تھے۔ برف باری بھی ہوئی جو آدھا گھنٹہ جاری رہی۔ پاکستان کی طرف سے ہمارے علاوہ 3اور سیاح موجود تھے۔ چین کی طرف سے بھی چند سیاح آئے ہوئے تھے جن سے میری بات چیت Hello,Hi,and How are you? تک ہی محدود رہی کہ چینی باشندے اردو نہیں جانتے تھے اور میں چینی زبان۔ جبکہ انگریزی میں بھی میں خاصا کمزور واقع ہوا ہوں۔

خنجراب پاس سے واپس سوست آئے۔ اب میرا ارادہ بورتھ جھیل جانے اور جھیل کنارے رات قیام کے بعد گلگت واپسی کا تھا۔ علی آباد جانے والی ایک گاڑی میں سوار ہو کر حسینی اتر گیا۔ یہاں سے بورتھ جھیل کا فاصلہ صرف 3 کلومیٹر ہے جس پر شارٹ کٹ لیتا ہوا 20 منٹ پیدل چل کر جھیل پر پہنچ گیا۔ بورتھ جھیل ایک نمکین پانی کی جھیل ہے۔ اس میں نہ تو پانی کہیں سے آتا ہے اور نہ ہی جھیل سے پانی خارج ہوتا ہے۔ جھیل میں تیراکی بھی کی جاسکتی ہے۔ مشرقی سمت پسو کونز اور مغربی سمت گلت ٹاور دکھائی دیتے ہیں۔ جھیل سطح سمندر سے 8 ہزار500فٹ کی بلندی پر براجمان ہے۔ بورتھ جھیل پر گاڑی کے ذریعے بھی رسائی ممکن ہے لیکن راستہ کچا اور خاصا مخدوش ہے۔

بورتھ جھیل پر رات قیام کے بعد اگلی صبح میں حسینی روانہ ہوا۔ مشہور و معروف حسینی معلق پل کی سیر کے بعد ایک موٹر سائیکل سوار سے لفٹ لے کر گلمت پہنچا۔ گلمت سے عطاء آباد جھیل صرف 4کلومیٹر دور ہے۔ یہ راستہ پیدل طے کرنے کا ارادہ بنا کر میں جھیل کی طرف روانہ ہوگیا۔ ایک گھنٹے کی پیدل مسافت کے بعد میں 25کلومیٹر طویل عطاء آباد جھیل کے کنارے پر اتر چکا تھا۔ یہ جھیل جنوری 2010ء میں لینڈ سلائیڈنگ کے نتیجے میں دریائے ہنزہ کا راستہ بند ہوجانے سے وجود میں آئی۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی گہرائی 357 فٹ تک جاپہنچی۔ جھیل کے پانیوں میں نہ صرف عطاء آباد گاؤں، ششکٹ اور آئین آباد کے بڑے حصے بلکہ شاہراہ قراقرم کا ایک حصہ بھی ڈوب گیا جس کے بعد جھیل کے کنارے قراقرم کے پہاڑوں میں ہنزہ ٹنلز تعمیر کی گئیں۔

عطاء آباد جھیل کی سیر کے بعد ایک نجی گاڑی میں لفٹ لے کر میں علی آباد پہنچ گیا۔ مجھے سفر کا حسین ترین تحفہ اب ملا۔ راکاپوشی جو جاتے ہوئے بادلوں میں روپوش رہا اب تمام پردے گرا کر اپنی تمام تر رعنائیوں، حشرسامانیوں اور سحر خیزیوں کے ساتھ سامنے موجود تھا۔ ایک کوہ نورد کو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے؟ یہ میری کتاب سیاحت کا خوبصورت ترین صفحہ تھا۔ قدرت کی خوبصورت ترین صناعی کا شاہکار راکاپوشی بلا شبہ دنیا کا سب سے حسین پہاڑ ہے۔ سر تا پاء برف کی بے داغ سفید چار میں مستور یہ پہاڑ 7ہزار788میٹر (25ہزار700فٹ) کی بلندی حاصل کیے ہوئے ہے۔ علی آباد سے ناصر آباد تک راکاپوشی چند کلو میٹر تک ہی میری آنکھوں میں رہا لیکن حسین راکاپوشی ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا۔ راکاپوشی کے حسین جلووں کی انمٹ یادیں لئے میں شام کو گلگت اور گلگت سے 23گھنٹے کا سفر کرکے واپس ربوہ پہنچا۔

گلگت بلتستان ناصرف وطن عزیز بلکہ دنیا کے خوبصورت ترین خطوں میں سے ایک ہے۔ علی آباد سے خنجراب پاس تک کا علاقہ کوہساروں کے دلفریب نظاروں، پہاڑوں کی حیرت انگیز چٹانوں اور وادیوں کی سرسبز بہاروں سے بھرا پڑا ہے۔ دلکش زمینی خدوخال کے حامل اس علاقے کے لوگ بھی معاون و مددگار اور ملنسار و مہمان نواز ہیں۔ گلگت بلتستان کے اس یادگار سفر میں اللہ رب العالمین کی خاص رحمت اور فضل میرے شامل حال رہا۔ خنجراب پاس تک میرا یہ نا صرف گلگت بلتستان بلکہ پہاڑوں کا بھی تن تنہا پہلا سفر تھا جو اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے احسانوں کے زیر بار نہایت کامیاب رہا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

طلوع و غروب آفتاب

4فروری 2020ء

	طلوع	غروب
مکہ مکرمہ	05:41	18:12
مدینہ منورہ	05:46	18:08
لندن	05:45	16:57
قادیان	05:59	18:04
ربوہ	05:36	17:44